© rasailojaraid.com

حدیث کا درائتی معیار

داخلی فہمِ حدیث

۹

(۳) وقت نبوّت

مولانا محمد تقی امینی صاحب ناظم دینیات علی گڈھ مسلم یونیورسٹی

وقت نبوت تخم نبوت کی تربیت و پرورش کے بعد جوہرانسانیت جب اس قابل ہوگیا کہ عالمِ بیداری میں برتر شعور یا نور سے تعلق جوڑ کر اخذ و استفادہ اور کسبِ فیض کرسکے تو نبوت و رسالت کے عہدہ پر سرفراز کیا گیا۔

نبوت کی قابلیت کیوں کر پیدا ہوئی؟ یہ قابلیت اس طرح پیدا ہوئی کہ نورانی شعاعوں کے ذریعہ "زائد قوت" پہنچانے سے ایک طرف نورانی بنیاد کے قویٰ و خواص متوثر ہو گئے اور دوسری طرف حیوانی بنیاد کے وہ شعلے بجھ گئے جو شیطان کی آماجگاہ تھے قویٰ و خواص کے منور ہو جانے ہی کی بنا پر غالباً قرآنِ حکیم میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نور سے تعبیر کیا گیا۔

قد جاءکم من اللہ نورٌ وکتابٌ مبینٌ — تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور (رسول) اور ظاہر کرنے والی کتاب آئی۔

المائدہ رکوع ۳

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس "نور" میں اضافہ کی برابر دعاء فرماتے رہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اللھم اجعل لی نوراً فی قلبی واجعل لی نوراً فی سمعی واجعل لی نوراً فی بصری واجعل لی نوراً عن یمینی ونوراً عن شمالی واجعل لی نوراً من بین یدی ونوراً من خلفی وزدنی نوراً وزدنی نوراً وزدنی نوراً [1]

اے اللہ میرے لئے میرے قلب میں نور ہو میرے کان اور میری آنکھ میں نور ہو میرے لئے میرے دائیں اور بائیں نور ہو میرے آگے اور میرے پیچھے نور ہو میرے نور میں اضافہ فرما میرے نور میں اضافہ فرما میرے نور میں اضافہ فرما۔

قاضی بیضاوی نے قویٰ و خواص کے منور ہونے کی ایک حد بھی بیان کی ہے۔

الا تری ان الانبیاء لما فاقت قوتھم واشتعلت قریحتھم بحیث یکاد زیتھا یضیئ ولو لم تمسسہ نار ارسل الیھم الملائکۃ [2]

کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ جب انبیاء کی قوت فائق ہوگئی اور ان کی طبیعت اس درجہ روشن ہوگئی کہ گویا زیتون کا تیل آگ چھوئے بغیر خود بخود روشن ہے تو اللہ نے ان کے پاس فرشتے بھیجے۔

شعلے بجھ جانے کا ثبوت اوپر کی حدیث میں ہے کہ شیطان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فاسلم (وہ میرا مطیع ہوگیا) اور شاہ ولی اللہ کی اس تعبیر میں بھی ہے۔

اما شق الصدر وملؤہ ایماناً فحقیقتہ غلبۃ انوار الملکیۃ وانطفاء لھب الطبیعۃ وخضوعھا لما یفیض علیھا من حظیرۃ القدس [3]

لیکن شق صدر (سینہ چاک کرنا) اور اس کو ایمان سے بھرنے کی حقیقت انوار ملکیہ کا غلبہ اور طبیعت بشریہ کا شعلہ بجھ جانا ہے نیز حظیرۃ القدس (نورانی دنیا) سے فیض قبول کرنے کی طرف طبیعت کا آمادہ اور متوجہ ہوجانا ہے

---

۱ بخاری الادب المفرد باب دعوات النبیؐ

۲ قاضی ناصرالدین البیضاوی بیضاوی رکوع ۴ تفسیر واذ قال ربک للملٰئکۃ الخ

۳ ولی اللہ۔ حجۃ اللہ البالغۃ ج ۲ سیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نبوت کی قابلیت میں بشریت ختم نہیں ہوئی "شعلے" بجھ جانے کے باوجود حیوانی بنیاد ختم نہیں ہوئی بلکہ اس کے قویٰ و خواص باقی رہے اور متعلقہ اعمال و افعال صادر ہوتے رہے جیساکہ انبیاء علیہم السلام کی زندگی میں بشری طبیعت و خصوصیات سے کسی کو انکار نہیں ہے حیوانی بنیاد کو نورانی شعاعوں کے ذریعہ اس تناسب سے متاثر کیا گیا کہ نورانی دنیا سے فیض حاصل کرنے کی رکاوٹ دور ہو جائے اور قبول فیض کے لئے راستہ ہموار ہو جائے۔ اگر نورانی شعاعوں کے ذریعہ اس بنیاد کے قویٰ و خواص جلا دئے جاتے تو رسول اور نبی کی بشریت ختم ہو جاتی اور پھر ان کی زندگی دوسرے انسانوں کے لئے "نمونہ" نہ قرار پاتی، قاضی بیضاوی نے تناسب کے بعد کی کیفیت کو جسم انسانی کی ایک مثال کے ذریعہ سمجھایا ہے۔

ان العظم لما عجز عن قبول الغذاء	ہڈی اور گوشت کے درمیان تباعد (دوری) کی وجہ
من اللحم لما بینھما من التباعد جعل	سے جب ہڈی گوشت سے غذا حاصل کرنے میں عاجز
الباری تعالیٰ بحکمتہ بینھما الغضروف	ہوئی تو اللہ نے اپنی حکمت سے غضروف (چپنی ہڈی)
المناسب لھما لیاخذ من ھذا و یعطی	پیدا کر دی تاکہ وہ اس سے غذا حاصل کرکے اس کو دے
ذلک[1]	

غالباً اس تناسب کی کیفیت کو ملاحظہ کرنے اور مادی و نورانی دنیا کے فاصلہ کو مزید کم کرنے کے لئے ابتداء وحی کے وقت فرشتہ (جبریل) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دبانے اور بھینچنے کی روش اختیار کی جیساکہ حضرت عائشہ سے غار حراء کا واقعہ اس طرح مروی ہے۔

فجاءہ الملک فقال اقرأ فقال ما انا بقاری	پھر آپ کے پاس فرشتہ آیا اور کہا اقرأ (پڑھئے) آپ
قال فاخذنی فغطنی حتی بلغ منی الجھد	نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں آپ کا ارشاد ہے
ثم ارسلنی فقال اقرأ فقلت ما انا بقاری	کہ فرشتہ نے اس زور سے مجھ کو پکڑ کر دبایا کہ مجھکو مشقت
فاخذنی فغطنی الثانیۃ حتی بلغ منی الجھد	برداشت کرنی پڑی پھر اس نے چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھئے

[1] قاضی ناصر الدین۔ بیضاوی ص ۴ تغیر و اذ قال ربک الخ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ثم ارسلنی فقال اقرأ فقلت ما انا بقاری فاخذنی فغطنی الثالثة حتی بلغ منی الجھد ثم ارسلنی فقال اقرأ باسم ربك الذی خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربك الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم[1]

میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں پھر اس نے زور سے بھینچا اور ویسی ہی مشقت اٹھانی پڑی اس طرح تین مرتبہ ہوا اس کے بعد اس نے کہا " اقرأ باسم ربك الذی خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربك الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم۔

قابلیت کے بعد باضابطہ فیض رسانی شروع ہوگئی

مذکورہ قابلیت کے بعد نورانی دنیا سے فیض رسانی کا باضابطہ سلسلہ شروع کر دیا گیا جو بالعموم فرشتوں کے ذریعہ انجام پاتا تھا (جیسا کہ فرشتوں کے ذکر میں گذر چکا کہ وہ اللہ اور رسولوں کے درمیان سفارت کے فرائض بھی انجام دیتے تھے) لیکن فیض رسانی کی بعض خاص شکلیں بھی تھیں جیسا کہ ان آیتوں میں ہیں۔

وناديناه ان يا ابراهيم[2] — اور ہم نے اس کو پکارا کہ اے ابراہیم

وكلم الله موسى تكليما[3] — اور اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا بول کر

اوحى الى عبده ما اوحى[4] — وحی کی اپنے بندہ (محمد) کی طرف جو وحی کی

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کی ایک شکل یہ بیان فرمائی

احیانا یاتینی مثل صلصلة الجرس وھو اشدہ علی[5] — وحی کبھی میرے پاس مثل گھنٹہ کے آواز کے آتی ہے اور یہ میرے اوپر سخت ہوتی ہے۔

---

[1] بخاری ومسلم ومشکوٰۃ باب المبعث و بدء الوحی

[2] الصفت رکوع ۳

[3] النساء رکوع ۲۳

[4] النجم رکوع ۱

[5] بخاری ج ۱ باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قاضی بیضاوی کہتے ہیں

ومن منهم اعلیٰ مرتبة كلم بلا واسطة كما كلم موسیٰ عليه السلام في الميقات ومحمد اصلی الله عليه وسلم ليلة المعراج[1]

رسول اور نبی میں جو اعلیٰ مرتبہ کے تھے ان سے اللہ نے بلا واسطہ کلام کیا جیسے موسیٰ علیہ السلام سے میقات میں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے شب معراج میں کلام کیا۔

فیض رسانی کے وقت بعض کیفیات کی توجیہ

نورانی دنیا سے اخذ فیض کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جن کیفیات سے دوچار ہونا پڑتا تھا ان میں بعض کا ذکر حدیثوں میں موجود ہے مثلاً چہرہ کا متغیر ہوجانا سردی کے زمانہ میں جبینِ اقدس پر پسینے کے قطروں کا نمودار ہونا اعصاب کا غیر معمولی بار محسوس کرنا اور استغراق کی کیفیت طاری ہونا وغیرہ۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔

ولقد رأيته ينزل عليه الوحي في اليوم الشديد البرد فيفصم عنه وان جبينه ليتفصد عرقا[2]

سخت سردی میں جب آپ پر وحی آتی تو میں نے دیکھا کہ وحی کے بعد آپ کی پیشانی مبارک پسینہ پسینہ ہوجاتی تھی۔

حضرت یعلیٰ نے وحی کے وقت کی ایک کیفیت یہ بیان کی ہے۔

فاذا رسول الله محمر الوجه وهو يغط ثم سري عنه[3]

رسول اللہ کا چہرۂ مبارک سرخ تھا اور سانس دب رہی تھی پھر ایسی کیفیت دور کردی گئی۔

عبادہ بن صامت سے روایت ہے۔

اذا انزل عليه الوحي كرب لذلك وتربد وجهه[4]

جب آپ پر وحی نازل کی جاتی تو آپ اس کی شدت محسوس کرتے اور چہرۂ مبارک متغیر ہوجاتا۔

---

[1] قاضی ناصرالدین البیضاوی "بیضاوی رکوع ۴ تفسیر واذ قال ربك للملئكة الخ

[2] بخاری ج ۱ باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

[3] بخاری ج ۱ کتاب المناسك باب غسل الخلوق ثلاث مرات [4] مسلم و مشکوٰۃ باب المبعث و بدء الوحی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان کے علاوہ اور روایتیں بھی ہیں جن میں وحی کے وقت کی کیفیات کا ذکر ہے۔ یہ مختلف کیفیات دراصل حیوانی بنیاد کے قویٰ وخواص یا بشری طبیعت و خصوصیت کی موجودگی کا نتیجہ تھیں جن کو بہ وقت غذا و قوت پہنچتی رہتی تھی، نورانی شعاعوں کے ذریعہ "زائد قوت" پہونچانے کے باوجود یہ قویٰ وخواص باقی تھے اور ان کے ساتھ زبردست تصادم اس وقت ہوتا تھا جب آپؐ مقام نور (وحی) میں ڈوب کر اخذ فیض کرتے تھے۔ کیوں کہ یہ مقام اس قدر لطیف ہے کہ اس کی نورانی لطافت معمولی مادی کثافت کو بھی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ لامحالہ اس مقام کے مسافر کو مادی کثافتوں سے بلند ہونے کے لئے سخت قسم کی کشمکش سے دوچار ہونا پڑے گا جس کے آثار اعضاء وجوارح اور اعصاب پر لازمی طور سے ظاہر ہوں گے اس حقیقت کو نہ سمجھنے کی بنا پر بعض بددیانت مؤرخین نے ذات اقدسؐ پر اعتراض کیا ہے جس کا جواب پہلے دیا جا چکا۔

رسول اور نبی کا علم وادراک اللہ کی طرف سے ہوتا تھا | نورانی دنیا سے یہ فیض علم وادراک کی شکل میں حاصل ہوتا جو خالص اللہ کی طرف سے اور اللہ کی حفاظت ونگرانی میں ہوتا تھا۔

رسول اور نبی کے علاوہ کسی اور کو یہ فیض (علم وادراک) نہ اللہ کی طرف سے حاصل ہوتا اور نہ اس کی حفاظت ونگرانی رہتی تھی۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے۔

يَٰٓأَبَتِ إِنِّي قَدْ جَآءَنِي مِنَ ٱلْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَٱتَّبِعْنِيٓ أَهْدِكَ صِرَٰطًا سَوِيًّا[۱]

ابراہیم نے کہا اے میرے باپ میرے پاس وہ علم آیا جو آپ کے پاس نہیں آیا آپ میری اتباع کیجئے میں سیدھے راستہ کی ہدایت کروں گا۔

وَلَقَدْ ءَاتَيْنَا دَاوُۥدَ وَسُلَيْمَٰنَ عِلْمًا[۲]

اور ہم نے داؤد وسلیمان (علیہما السلام) کو علم دیا۔

---

[۱] مریم رکوع ۳

[۲] النمل رکوع ۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وكذلك اوحينا اليك روحا من امرنا ما كنت تدرى ما الكتب ولا الايمان ولكن جعلنه نورا يهدى به من نشاء من عبادنا[1]

اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف قرآن کی وحی کی اپنے حکم سے نہ آپ کتاب جانتے تھے اور نہ ایمان (تفصیل جو وحی کے ذریعہ معلوم ہوئی) لیکن ہم نے اس کو روشنی بنایا کہ اس کے ذریعہ اپنے بندوں میں جس کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں۔

وعلمك ما لم تكن تعلم[2]

اور اللہ نے آپ کو وہ سکھایا جو آپ نہ جانتے تھے

انا انزلنا اليك الكتب بالحق لتحكم بين الناس بما اراك الله[3]

بے شک ہم نے آپ کی طرف سچی کتاب اتاری تاکہ آپ لوگوں کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ نے آپ کو دکھلایا۔

متعلقہ حدیثیں | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہودیوں نے ایک مرتبہ پوچھا۔

فانه ليس من نبى الا له ملك ياتيه بالخير فاخبرنا من صاحبك

ہر نبی کے لئے فرشتہ ہوتا ہے جو اس کے پاس خیر و بھلائی لاتا ہے۔ آپ اپنے صاحب (فرشتے) کے بارے میں بتایئے کہ وہ کون ہے؟

رسول اللہ نے جواب میں فرمایا۔

جبريل عليه السلام[4]

وہ جبریل علیہ السلام ہیں

ایک موقع پر آپ نے فرمایا

علمت كم خزنة النار وحملة العرش[5]

میں نے جانا کہ دوزخ کے محافظ اور عرش کے اٹھانے والے کتنے فرشتے ہیں

---

[1] الزخرف رکوع ۵ [2] النساء رکوع ۱۷ [3] النساء رکوع ۱۶

[4] مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص۲۷۴ عن ابن عباس

[5] ایضاً ج ۲ ص۲۱۲ عن عبداللہ بن عمرو بن العاص

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابو رفاعہ (صحابی) کہتے ہیں۔

وجعل یعلمنی مما علمہ اللّٰہ[1]

اور آپ مجھ کو بتانے لگے اس علم سے جو اللہ نے آپ کو سکھایا

عمرو بن عنبسہ جب اسلام قبول کرنے کے لئے آتے تو عرض کیا۔

اخبرنی عما علمک اللّٰہ واجھلہ[2]

مجھے آپ وہ بتایئے جو اللہ نے آپ کو سکھایا اور میں اس کو نہیں جانتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت جبریلؑ سے کہا

ما یمنعک ان تزورنا اکثر مما تزورنا قال فنزلت وما نتنزل الا بامر ربک[3]

جس قدر آپ میرے پاس آتے ہیں اس سے زیادہ آنے میں آپ کے لئے کون چیز مانع ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی " ہم اسی وقت اُترتے ہیں جب اللہ کا حکم ہوتا ہے"

حضرت عمرؓ کے تائیدی اقوال | ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کے کاتب (سکریٹری) نے اُن کے فیصلہ کی پیشانی پر یہ الفاظ لکھ دیئے۔

ھذا ما رأی اللّٰہ ورأی عمرؓ

یہ وہ فیصلہ ہے جو اللہ کی اور عمر کی رائے ہے۔

اس پر حضرت عمرؓ نے منع کیا اور اللہ کی طرف نسبت کی جگہ یہ کہا

قل ھذا ما رأی عمرؓ[4]

کہو کہ یہ وہ فیصلہ ہے جو حضرت عمر کی رائے ہے

اپنی رائے اور رسول و نبی کی رائے کا فرق بیان کرتے ہوئے فرمایا

ایھا الناس ان الرأی انما کان من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ مصیباً

اے لوگو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے صائب و درست اس لئے ہوتی تھی کہ اللہ آپ کو دکھاتا

---

[1] مسلم کتاب الجمعہ باب حدیث التعلیم فی الخطبۃ

[2] مسلم صلوٰۃ المسافرین وقصرہا باب اسلام عمرو بن عنبسہ

[3] مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۲۳۱ عن ابن عباس

[4] ابن قیم اعلام الموقعین ج ۱ ما روی عن عمر فی الرأی

© rasailojaraid.com

ان اللہ کان یریہ وانما ھومنا الظن والتکلف[1] — تھا ہماری رائے ظن اور تکلف ہے

اس علم وادراک کی حفاظت ونگرانی ہوتی تھی — اللہ کی حفاظت ونگرانی سے متعلق یہ آیتیں اور روایتیں ہیں۔

واصبر لحکم ربک فانک باعیننا[2]	آپ اپنے رب کے حکم کا انتظار کیجئے آپ ہمارے آنکھوں کے سامنے ہیں
ولولا ان ثبتناک لقد کدت ترکن الیھم شیئا قلیلا[3]	اگر ہم آپ کو ثابت نہ رکھتے تو آپ ان کی طرف کچھ مائل ہو جاتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ نماز کے بعد فرمایا۔

ان الشیطان عرض لی فشد علی یقطع الصلوۃ علیّ فامکننی اللہ منہ اردت ان اربطہ الی ساریۃ من سوار المسجد الخ[4]	شیطان آیا اور اس نے سختی کی کہ نماز کو قطع کر دے اللہ نے مجھے اس پر قدرت دی اور میں نے ارادہ کیا کہ مسجد کے ستونوں میں سے کسی ایک ستون میں اسے باندھ دوں

ایک روایت شیطان سے حفاظت ونگرانی کی اوپر گذر چکی

حضرت عائشہ سے روایت ہے

ماخیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین امرین احدھما الیسر من الاخر الا اختار الیسرھما مالم یکن اثما فان کان اثما کان ابعد الناس منہ[5]	رسول اللہ کو جب کبھی ایسی دو باتوں کے درمیان اختیار دیا گیا کہ ان میں کی ایک دوسری سے زیادہ آسان ہے تو آپ نے ان میں سے آسان تر کو اختیار فرمایا جب کہ اس میں گناہ نہ ہوا اگر کوئی گناہ کا کام ہوا تو آپ سب سے زیادہ دور رہنے والے ثابت ہوئے۔

---

[1] ابن قیم اعلام الموقعین ج ۱ ماروی من عمر فی الرای [2] الطور رکوع ۲ [3] بنی اسرائیل رکوع ۸
[4] بخاری ج ۱ کتاب بدء الخلق باب صفت ابلیس وجنودہ [5] مسلم ج ۲ کتاب الفضائل باب مباعدتہ صلعم للآثام الخ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ علم وادراک اللہ کی معرفت اور اصلاح وتزکیہ کے پروگرام سے متعلق تھا۔

رسول اور نبی کو یہ علم وادراک اللہ کی معرفت اور اصلاح وتزکیہ کے پروگرام سے متعلق تھا۔ قرآنِ حکیم میں ہے۔

قُلْ أَتُحَاجُّوٓنِّي فِي اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ [١]

آپ کہہ دیجئے کہ کیا تم لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہو حالانکہ اُس نے مجھے ہدایت دی۔

بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهٗ [٢]

بلکہ انھوں نے اس کو جھٹلایا جس کے سمجھنے پر انھوں نے قابو نہ پایا حالانکہ ابھی اس کی حقیقت نہیں آئی۔

قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ أَدْرٰىكُمْ بِهٖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ [٣]

آپ کہہ دیجئے کہ اگر اللہ چاہتا تو میں نہ اُس کو پڑھتا اور نہ اُس کو بتاتا کیوں کہ میں تو کافی عرصہ تک اس سے پہلے تم میں رہ چکا ہوں۔

يَهْدِي بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهٖ وَيَهْدِيهِمْ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ [٤]

اللہ اس کے ذریعہ سلامتی کے راستہ کی اس شخص کو ہدایت دیتا ہے جو اس کی رضا کی پیروی کرے اور ان کو اپنے حکم کے مطابق تاریکی سے روشنی کی طرف نکالتا ہے اور ان کو صراطِ مستقیم کی ہدایت دیتا ہے۔

وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهٖ [٥]

یہ میرا سیدھا راستہ ہے اس کی اتباع کرو اور دوسرے راستوں پر مت چلو وہ تمھیں اللہ کے راستہ سے بدر کر دیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

---

[١] الانعام رکوع ۹۔

[٢] یونس رکوع ۴۔

[٣] یونس رکوع ۲۔

[٤] المائدہ رکوع ۳۔

[٥] الانعام رکوع ۱۹۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

متعلقہ حدیثیں | لا یومن احدکم حتی یکون هواه تبعا لما جئت به[1]

تم میں کوئی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوتا جب تک کہ اپنی خواہش کو اس کے تابع نہ بنائے جس کو لے کر میں آیا ہوں۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے۔

جاء ثلثة رهط الی ازواج النبی صلی الله علیه وسلم یسألون عن عبادة النبی صلی الله علیه وسلم فلما اخبروها کانهم تقالوها فقالوا این نحن من النبی صلعم وقد غفر الله ما تقدم من ذنبه وما تاخر فقال احدهم اما انا فاصلی اللیل ابداً وقال الاخر انا اصوم النهار ابداً ولا افطر وقال الآخر انا اعتزل النساء فلا اتزوج ابداً فجاء النبی صلعم الیهم فقال انتم الذی قلتم کذا وکذا اما والله انی لاخشاکم لله واتقاکم له لکنی اصوم وافطر واصلی وارقد واتزوج النسا فمن رغب عن سنتی فلیس منی[2]

تین شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے پاس آپ کی عبادت کا حال دریافت کرنے کے لئے آئے جب ان سے تفصیل بیان کی گئی تو اپنے حق میں گویا اس کو کم سمجھا۔ انھوں نے کہا کہ کہاں ہم اور کہاں آپ۔ آپ کی تو اگلی پچھلی سب مغفرت ہو چکی ہے ان میں سے ایک نے کہا کہ میں ہمیشہ رات کو نماز پڑھتا رہوں گا دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا کبھی افطار نہ کروں گا تیسرے نے کہا میں ہمیشہ عورتوں سے الگ رہوں گا۔ اسی اثنا میں رسول اللہ تشریف لے آئے اور فرمایا کہ کیا تم لوگوں نے ایسی ایسی باتیں کہی ہیں! غور سے سن لو۔ تم سب میں زیادہ میں اللہ سے ڈرنے والا اور متقی ہوں لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں میں رات کو نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں جو شخص میری سنت سے اعراض کرے گا وہ مجھ سے نہ ہوگا۔

---

[1] شرح السنۃ ومشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ الفصل الثانی۔

[2] بخاری ومسلم ومشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ الفصل الاول۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایک موقع پر آپ نے فرمایا،

ما بال رجال یبلغھم عنی امر ترخصت فیہ فکرھوہ و یتنزھوا عنہ فواللہ لانا اعلمھم باللہ واشدھم لہ خشیۃ[1]

لوگوں کا کیا حال ہے کہ ان کو میری طرف سے رخصت کا حکم پہنچتا ہے تو اس کو ناپسند کرتے اور اس سے پرہیز کرتے ہیں خدا کی قسم میں ان میں سب سے زیادہ اللہ کو جاننے والا اور اس سے ڈرنے والا ہوں۔

دوسری روایت میں ہے

ان اتقاکم و اعلمکم باللہ انا[2]

بے شک تم میں سب سے زیادہ متقی اور اللہ کو سب سے زیادہ جاننے والا میں ہوں۔

ایک اور موقع پر فرمایا

لا تشددوا علی انفسکم فیشدد اللہ علیکم فان قوما شددوا علی انفسھم فشدد اللہ علیھم فتلک بقایاھم فی الصوامع والدیار ورھبانیۃ ن ابتدعوھا ما کتبناھا علیھم[3]

اپنے اوپر سختی نہ کرو ورنہ اللہ تمھارے اوپر سختی کرے گا جس قوم نے اپنے اوپر سختی کی اللہ نے بھی ان پر سختی کی نصاریٰ اور یہودیوں کے راہب اپنی اپنی عبادت گاہوں میں انھیں کے بقایا ہیں جیسا کہ قرآن میں ہے کہ رہبانیت کو انھوں نے خود ایجاد کیا ہم نے ان کے لئے نہیں مقرر کیا۔

دو مثالوں کے ذریعہ وضاحت

اس علم و ادراک کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مثال کے ذریعہ سمجھایا۔

مثل ما بعثنی اللہ بہ من الھدیٰ والعلم کمثل الغیث الکثیر اصاب ارضا وکانت منھا طائفۃ طیبۃ قبلت الماء فانبتت الکلاء والعشب الکثیر وکانت

وہ علم و ہدایت جس کو اللہ نے میرے ساتھ بھیجا اس زوردار بارش کی ہے جو زمین میں ہوئی زمین کا ایک حصہ روئیدگی کے قابل تھا اس نے پانی کو قبول کیا اور ہر طرح سرسبز و شاداب ہوگئی دوسرا سخت حصہ

---

[1] مسلم ج ۲ کتاب الفضائل باب علمہ صلعم [2] بخاری ج ۱ کتاب الایمان باب قول النبی انا اعلمکم باللہ الخ

[3] ابوداؤد و مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

منها اجادب امسكت الماء فنفع الله بها الناس فشربوا وسقوا وزرعوا واصاب منها طائفة اخرى انما هي قيعان لا تمسك ماء ولا تنبت كلأً فذلك مثل من فقه في دين الله ونفعه بما بعثني الله به فعلم وعلّم ومثل من لم يرفع بذلك رأسا ولم يقبل هدى الله الذي ارسلت به[1]

روئیدگی کے قابل نہ تھا اُس نے پانی کو روک لیا اور اُس کے ذریعہ اللہ نے لوگوں کو نفع پہنچایا لوگوں نے پیا سیرابی حاصل کی اور کھیتی کی۔ ایک اور حصہ چٹیل میدان تھا جو نہ پانی کو روک سکتا اور نہ سبزہ اُگانے کی صلاحیت رکھتا ہے یہ ان لوگوں کی مثالیں ہیں جنھوں نے اللہ کے دین میں سمجھ حاصل کی اور جس کو اللہ نے میرے ساتھ بھیجا ہے اس سے نفع اُٹھایا سیکھا اور سکھایا۔ نیز ان لوگوں کی مثالیں ہیں جنھوں نے اس کی طرف سر نہیں اُٹھایا (توجہ نہ دی) اور اللہ کی اس ہدایت کو قبول نہیں کیا جس کو لے کر میں بھیجا گیا ہوں۔

رسول اللہ نے اپنی ایک مثال دی جو ہر رسول و نبی کے لئے یکساں ہے۔

مثلي كمثل رجل استوقد نارًا فلما اضاءت ماحولها جعل الفراش وهذه الدواب التي تقع في النار يقعن فيها وجعل يحجزهن ويغلبنه فيتقحمن فيها فانا آخذ بحجزكم عن النار وانتم تقحمون فيها[2]

میری مثال ویسی ہی ہے جیسے کسی نے آگ جلائی جب اس نے اپنے اردگرد روشن کر دیا تو پتنگے اور آگ میں گرنے والے کیڑے مکوڑے اس میں گرنے لگے آگ جلانے والا ان کو روک رہا ہے اور وہ اس پر غالب آکر آگ میں گرتے جا رہے ہیں اس طرح میں تمھیں پکڑ پکڑ کر آگ سے روک رہا ہوں اور تم دوزخ کی آگ میں گھستے جا رہے ہو۔

یہ دونوں مثالیں لوگوں کی نفسیاتی حالت کو سمجھنے اللہ کی معرفت اور اصلاح و تزکیہ کے پروگرام کی نوعیت سے واقف ہونے اور رسول و نبی کی حیثیت متعین کرنے میں بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔

[1] مسلم ج ۲ کتاب الفضائل باب بیان مثل بعث النبی صلعم الخ [2] بخاری و مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ۔

(باقی آئندہ)

© rasailojaraid.com